محمد حنیف ندوی

# تاثرات

صدرِ پاکستان کے حالیہ دوروں نے ہماری خارجہ پالیسی میں جان ڈال دی ہے۔ عرب ممالک کے سربراہوں کے دلوں میں اس سے پہلے ہمارے بارے میں کوئی حسنِ ظن نہیں پایا جاتا تھا۔ بلکہ ان کا برتاؤ بڑی حد تک سرد مہری اور بے گانگی کا غماز تھا۔ اس کے اسباب کیا تھے؟ اور اس بے گانگی و سرد مہری کے لیے درحقیقت کن لوگوں کو موردِ الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے؟ یہ بحث ہمارے خیال میں بے موقع بھی ہے اور غیر مفید بھی۔ اس لیے اسے نہ چھیڑنا ہی مناسب ہے۔ دو باتیں بہر حال واضح ہیں۔ ایک یہ کہ صدرِ پاکستان کی ذاتی کوششوں سے غلط فہمیوں کے تمام دل بادل چھٹ گئے ہیں۔ اور عرب ممالک میں اسلامیانِ پاکستان کا وقار پھر سے بحال ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہماری خارجہ پالیسی میں خوشگوار تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اور اگر اسے اسی انداز سے آگے بڑھایا گیا۔ تو نہ صرف عرب ممالک اور مشرقِ اوسط میں ہمیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا بلکہ ہم اس قابل بھی ہو سکیں گے کہ اسلامی دنیا میں اخوت و خیر سگالی کے قدرتی رشتوں کو مضبوط کر سکیں۔ اور خارجہ پالیسی کے جزوی اختلافات کے باوجود اہم اور بنیادی مسائلِ حیات میں ایک دوسرے کی طرف دستِ اعانت بڑھا سکیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ مغرب کی استعماری مصلحتوں نے ہمیں تقسیم کر رکھا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ بڑی حد تک جدید رجحانات نے دینی اور روحانی اقدار کو جس طرح گزند پہنچایا ہے اس کو دیکھ کر بظاہر ڈھارس نہیں بندھتی۔ اور خیال نہیں پیدا ہوتا کہ ہم کبھی بھی مل جل کر اپنے اقتصادی، تعلیمی اور ثقافتی مسائل پر غور کر سکیں گے۔ اور اقدار اسلامی کے احیا اور زندگی کے لیے کوئی مؤثر قدم اٹھائیں گے۔ مگر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مادیت کے اس دور میں بھی اسے وسے کہ آج اسلام ہی وہ رشتہ ہے جو اتحاد و یگانگت کے ولولوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہمارے لیے ایک دوسرے کے مسائل کو ہمدردی سے سمجھنے میں محد و معاون